بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۞ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ **الفضل** ربوہ
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | منگل ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ، ۶ فتح ۱۳۶۷ہش، ۶ دسمبر ۱۹۸۸ء | نمبر ۸

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو خدا تعالیٰ کیلئے دکھ اٹھانے کیلئے تیار ہو اس سے دکھ اٹھالئے جاتے ہیں

دکھ کا اصل علاج دکھ ہی ہے۔ مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں

"دکھ کے زمانہ کو بُری نظر سے نہ دیکھو یہ خدا سے لذّت کو اور اُسکے قُرب کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسی لذّت کو حاصل کرنے کے واسطے جو خدا کے مقبولوں کو ملا کرتی ہے دنیوی اور سفلی کُل لذّات کو طلاق دینی پڑا کرتی ہے۔ خدا کا مقرّب بننے کے واسطے ضروری ہے کہ دُکھ سہے جاویں اور شکر کیا جاوے اور نئے دن ایک نئی موت اپنے اوپر لینی پڑتی ہے جب انسان دنیوی ہوا و ہوس اور نفس کی طرف سے بکلّی موت اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے تب اسے وہ حیات ملتی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتی پھر اس کے بعد مرنا کبھی نہیں ہوتا" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۰۱)

"کوئی بلا اور دکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا۔ اور وہ اسوقت آتا ہے جب خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔ جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ ان بلاؤں سے حصّہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ انکی حفاظت فرماتا ہے ..... بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے .... اقرار کرتے ہیں اور اپنے .... ایمان کا دعوٰی کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے دکھ نہیں اٹھاتے۔ کوئی دکھ یا تکلیف کا مقدمہ آجاوے تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اسکی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی کوئی پرواہ نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو اور دکھ اٹھانے کیلئے تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس سے دکھ اٹھا لیتا ہے اور دو مصیبتیں اُسپر جمع نہیں کرتا۔ دکھ کا اصل علاج دکھ ہی ہے۔ اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں ——— ایک وہ دکھ ہے جو انسان خدا کیلئے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک وہ بلائے ناگہانی۔ اس بلا سے خدا بچا لیتا ہے۔ پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو۔ اگرچہ ہر شخص کو وحی یا الہام نہ ہو مگر دل گواہی دے دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے ہلاک نہ کریگا۔ دنیا میں دو دوستوں کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دوست دوسرے دوست کا مرتبہ شناخت کر لیتا ہے کیونکہ جیسا وہ اسکے ساتھ ہے ایسا ہی وہ بھی اسکے ساتھ ہوگا۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ محبّت کے عوض محبّت اور دغا کے عوض دغا۔ خدا تعالیٰ کیساتھ معاملہ میں اگر کوئی حصّہ کھوٹ کا ہوگا تو اسی قدر ادھر سے بھی ہوگا مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے کوئی فرق نہ رکھیگا۔ انسان کا اپنا دل اس کیلئے آئینہ ہے وہ اسمیں سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ پس سچا طریق دُکھ سے بچنے کا یہی ہے سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ اور اس راہِ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدّم کرو کیونکہ اسکی بابت تم پوچھے جاؤگے۔ جب اسقدر اخلاص تمکو میسّر آجاوے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالےٰ تمکو ضائع کرے۔ ایسا شخص سارے گھر کو بچا لیگا۔ اصل یہی ہے کہ اسکو مت بھولو" (ملفوظات جلد ۵ صہ ۶۸-۶۹)

اخبار احمدیہ

برادرم مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی مربّی انچارج سوئٹزرلینڈ کا قریباً سات سال قبل دل کا بائی پاس اپریشن پورٹ لینڈ امریکہ میں برادرم مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب نے کیا تھا۔ ان دنوں مکرم مسعود صاحب کو دوبارہ تکلیف ہوگئی ہے اور غالباً دوبارہ اپریشن کی ضرورت ہے۔ اس غرض کیلئے وہ ۳ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو پورٹ لینڈ پہنچ گئے ہیں ۵ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو آخری چیک اپ پر فیصلہ ہوگا۔ جملہ احباب کی خدمت میں اس خادمِ سلسلہ کیلئے دردمندانہ درخواستِ دعا عرض ہے۔

(چوہدری مبارک مصلح الدین احمد
۔ وکیل المال ثانی۔ ربوہ)

• مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب کو ۱۸ر اکتوبر کو دل کا شدید حملہ ہوا۔ جس پر انہیں فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں داخل کیا گیا اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص معجزانہ فضل فرمایا اور طبیعت آہستہ آہستہ بہتر ہوگئی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی خصوصی دعاؤں سے نوازا نیز افرادِ خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ اور احبابِ جماعت کی کثیر تعداد نے بہت شفقت اور محبّت کے ساتھ دعائیں بھی کیں اور عیادت کیلئے بھی تشریف لاتے رہے ابھی علاج جاری ہے اور محترم مولانا صاحب ہسپتال میں داخل ہیں لیکن اب صحت تدریجاً ٹھیک ہو رہی ہے۔

خاکسار تمام افرادِ سلسلہ کا ازحد ممنون ہے جنہوں نے بہت محبّت سے خاکسار کی سرپرستی فرمائی اور دعاؤں سے نوازا اور محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب اور محترم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے بہت محنت کے ساتھ علاج کیا اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔

خاکسار کی دردمندانہ درخواستِ دعا ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ والد محترم کو کامل صحت سے نوازے اور مقبول خدمتِ دین کی توفیق پاویں۔ والسلام خاکسار

(ڈاکٹر عبدالخالق خالد)

دُعا، صدقہ اور خیرات سے بلائیں دور ہوتی ہیں

حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا میں یہ عادت نہ ہوتی کہ دعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ اور بکا سے ان بلاؤں کو دور کر دیتا جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ یا جن بلاؤں اور عذابوں کو نبیوں کی معرفت ظاہر کر چکا ہے تو دنیا کبھی کی ہلاک ہو جاتی۔ سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ"۔

فضلِ عمر ہسپتال میں نادار مریضوں کے علاج کے لئے صدقہ کی رقوم بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا   قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل

۶ فتح ۱۳۶۷ ہش
۶ دسمبر ۱۹۸۶ء

تعلیمی معیار

کچھ عرصہ سے یہ بات عام ہوتی چلی جارہی ہے کہ تعلیمی معیار اب ویسا نہیں جیسا پہلے تھا. پہلے کی نسبت آج کا معیار بہت کم تر ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تعلیمی معیار کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اساتذہ طلبا اور کتب۔ کیا آج کے اساتذہ کل کے اساتذہ سے کم تعلیم یافتہ ہیں، ہر شخص اس بات میں ہم سے اتفاق کرے گا کہ آج کے اساتذہ پہلے سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ ایک وقت تھا کہ ایم اے ڈھونڈے سے نہیں ملتا تھا۔ اب اگر نوجوانوں کو دیکھا جائے تو ہر شخص ایم اے کرنے کا خواہش مند ہے اور کر بھی لیتا ہے یا کم از کم ان میں سے اکثر نوجوان کر لیتے ہیں۔ جہاں تک اساتذہ کی تربیت کا سوال ہے۔ یعنی ان کے ٹریننگ اسکولز کا تو یقیناً آج پہلے سے زیادہ ٹریننگ سکولز ہیں۔ زیادہ اساتذہ ٹریننگ کے لئے جاتے ہیں۔ زیادہ اساتذہ ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔ پھر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اساتذہ کا معیار کم ہے۔

طلباء کو لیجئے۔ جہاں تک طلباء کا تعلق ہے کیا وہ اپنی جسمانی ساخت کے لحاظ سے پہلے سے کم ذہین ہو گئے ہیں۔ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پہلے سب طلباء ذہین ہوتے تھے اور اب طلباء کا ذہن اتنا اچھا نہیں جتنا پہلے تھا۔ ہمارے خیال میں تو یہ بات ماننے کے قابل نہیں آج کا طالب علم اتنا ہی ذہین ہے جتنا کہ پہلے وقتوں میں طالب علم ذہین ہوتا تھا بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ ماحولیاتی باتوں نے اس کے اضافی علم میں اتنا اضافہ کر دیا ہے کہ جو بات پہلے ایک میٹرک کے طالب علم کو بھی معلوم نہیں ہوتی تھی وہ بات آج ایک پرائمری اسکول کا طالب علم بھی جانتا ہے۔ وہ ریڈیو سنتا ہے وہ ٹیلی ویژن دیکھتا ہے۔ وہ اخبار پڑھتا ہے وہ اِدھر اُدھر سے باتیں سنتا ہے اور ان تمام باتوں کے نتیجہ میں اس کا اضافی علم پہلے سے بہت زیادہ ہے

کتابوں کی طرف آیئے کیا کتابیں ناقص ہیں، حساب کو لیجئے، جغرافیہ کو لیجئے، تاریخ کو لیجئے یا کسی اور مضمون کو سائنس ہی کے مضامین لے لیجئے۔ کیا ان کتابوں میں وہ باتیں درج ہیں جو ان باتوں سے کم تر ہیں جو کل کی کتابوں میں درج تھیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس بات سے بھی اتفاق کرنا بہت مشکل ہے۔ آج کی کتابیں کل کی کتابوں سے اس لئے بہتر ہیں کہ ان میں وہ تمام علم آجاتا ہے جو کل اور آج یعنی گزشتہ وقتوں اور آج کے دوران حاصل کیا گیا ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی کتاب میں کسی ایک جگہ کوئی ایسی بات لکھی گئی ہو جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ پوری طرح درست نہیں۔ لیکن کیا ساری کی ساری کتاب ایسی ہے یا سارے کے سارے علوم جو پڑھائے جاتے ہیں وہ اس قسم کے ہیں یہ بات درست نہیں۔ تو پھر یہ بات کہ تعلیمی معیار کم ہو گیا ہے کہاں سے پیدا ہوئی۔ اساتذہ بہتر، طلباء بہتر، کتابیں بہتر، پھر تعلیمی معیار کم کہاں سے ہو گیا۔

ہیں تصوّر سے پرے سب حادثاتی واقعات
یک بیک تبدیل ہو جاتی ہیں کیوں ذہنی جہات
ہے پسِ پردہ کوئی جس کے اشاروں کی نوید
ہے کہیں زہر ہلاہل اور کہیں قند و نبات

(ابوالاقبال)

موسم ہے دُعا کا

ہاتھ اپنے اٹھاؤ کہ یہ موسم ہے دعا کا
جھونکا سا چلا آیا ہے رحمت کی ہوا کا
گلزار میں تبدیل ہوئی شعلوں کی ہیئت
آئی ہے صدا غیب سے بَرْدًا وَّ سَلٰما
اَدوار بدلتے ہوئے لگتی نہیں کچھ دیر
اِک لمحے میں اٹھ جاتا ہے تقدیر کا پردا
پت جھڑ سے جنم لیتی ہیں رنگین بہاریں
بیداد بھی اِک جزو ہے رُوحوں کی غذا کا
جو ہاتھ ستم ڈھاتے ہیں اللہ سے ہیں دُور
جو رحم پہ مائل ہو وہ بندہ ہے خدا کا
ہم کو تو میسّر ہے تِری پشت پناہی
مولا ہمیں کیوں ڈر ہو ستمگر کی جفا کا
ہر ذرّۂ خاکی میں نظر آتے ہیں انوار
ہر ایک ستارے سے عیاں ہے تِرا جلوہ
ہم سر بسجود اپنی وفاؤں سے ہیں سرشار
وہ خوش ہیں کہ چرچا ہے بہت انکی انا کا
برسے گی نسیم آج تو صہبائے مسرّت
دیکھو تو بدلتا ہوا انداز گھٹا کا

(نسیم سیفی)

ہم سمجھتے ہیں کہ دو باتیں اس سلسلہ میں قابلِ غور ہیں ایک تو یہ کہ اساتذہ اس محنت سے اور اس لگن سے اور اس دلچسپی سے نہ پڑھا رہے ہوں جس لگن، محنت اور دلچسپی سے پہلے اساتذہ پڑھاتے تھے۔ اس بات کا امکان تو ضرور ہے لیکن کس حد تک؟ کیا سب کے سب اساتذہ ایسے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کہنا بھی درست نہیں کہ سب کے سب اساتذہ ایسے ہیں کہ وہ اپنے کام میں دلچسپی نہیں لیتے۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے استاد اپنے طلباء کو اپنے بچوں کی طرح سمجھتا تھا اس میں کچھ شک نہیں کہ تعلقات ان دنوں زیادہ بہتر تھے۔ اس لئے کہ طلباء کم تھے اور ان کو اساتذہ کا قرب اس لحاظ سے بھی حاصل تھا کہ وہ چھوٹی جگہ پر رہتے ہوئے ایک دوسرے سے زیادہ ملتے تھے۔ والدین کے اساتذہ سے زیادہ تعلقات تھے۔

اب طلباء کی تعداد بڑھنے سے یہ بات اس طرح ممکن نہیں رہی۔ جس طرح پہلے تھی۔ پھر اس بات پر بھی غور کیا جا سکتا ہے کہ طلباء اس طرح محنت نہ کرتے ہوں، جس طرح پہلے محنت کرتے تھے۔ لیکن ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ کیا پہلے سب کے سب طالب علم بہت اچھے ہوتے تھے۔ بہت آگے نکل جاتے تھے۔ بہت زیادہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ یہ بات تو درست نہیں ہے آج کے طالب علم خدا کے فضل سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ انہیں میں سے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کا تعلیمی معیار کم ہے۔ جتنے آج ہمارے پاس ایم اے ہیں، پی ایچ ڈی ہیں۔ یہ آج سے بیس سال پہلے کہاں تھے۔ یہ ایم اے اور پی ایچ ڈی کہاں سے آئے، یہ انہی لوگوں میں سے ہیں، انہی طالب علموں میں سے ہیں جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا تعلیمی معیار کم ہے۔

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کے قیام کا ایک مقصد

محبتِ الٰہی کا قیام

(قسط نمبر ۳ آخری)

از محترم مرزا عبدالحق صاحب

گناہ کسطرح پیدا ہوتا ہے اور اس کا علاج کیا ہے

اس کے متعلق حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں :-

"گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی طاعت اور خدا کی پُرجوش محبت اور محبانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے۔ اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے۔ تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے۔ اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے۔ اور اس کی خشکی کا علاج خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں تین طور سے ہے :-

(۱) محبت (۲) استغفار جس کے معنی دبانے اور ڈھانپنے کی خواہش کے ہیں۔ کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑھ جمی رہے۔ تب تک سرسبزی کا اُمیدوار ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا علاج توبہ ہے۔ یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلّل کیساتھ خدا کی طرف پھرے اور اسے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمالِ صالح کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا۔ اور توبہ صرف زبان سے نہیں ہے۔ بلکہ توبہ کا کمال اعمالِ صالح کے ساتھ ہے۔ تمام نیکیاں توبہ کی تکمیل کے لئے ہیں۔ کیونکہ سب سے مطلب یہ ہے۔ کہ ہم خدا کے نزدیک ہو جائیں۔ دعا بھی توبہ ہے۔ کیونکہ اس سے بھی ہم خدا کا قرب ڈھونڈتے ہیں اسی لئے خدا نے انسان کی جان کو پیدا کر کے اس کا نام روح رکھا کیونکہ اس کی حقیقی راحت اور آرام خدا کے اقرار اور اس کی محبت اور اس کی اطاعت میں ہے۔ اور اس کا نام نفس رکھا۔ اور نفس لغت میں عین کے معنی رکھتا ہے کیونکہ وہ خدا سے اتحاد پیدا کرنے والا ہے۔ خدا سے دل لگانا ایسا ہوتا ہے جیسا کہ باغ میں وہ درخت ہوتا ہے۔ جو باغ کی زمین سے خوب پیوستہ ہوتا ہے۔ یہی انسان کا جنت ہے۔ اور جس طرح درخت زمین کے پانی کو چوستا اور اپنے اندر کھینچتا اور اس سے اپنے زہریلے بخار باہر نکالتا ہے۔ اسی طرح انسان کے دل کی حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت کا پانی چوس کر زہریلے مواد کے نکالنے پر قوت پاتا ہے اور بڑی آسانی سے ان مواد کو دفع کرتا ہے۔ اور خدا میں ہو کر پاک نشوونما پاتا جاتا ہے۔ اور بہت پھیلتا اور خوشنما سرسبزی دکھلاتا اور اچھے پھل لاتا ہے۔ مگر جو خدا میں پیوستہ نہیں۔ وہ نشوونما دینے والے پانی کو چوس نہیں سکتا۔ اس لئے دم بدم خشک ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر پتے بھی گر جاتے ہیں۔ اور خشک اور بدشکل ٹہنیاں رہ جاتی ہیں۔ پس چونکہ گناہ کی خشکی بے تعلقی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس خشکی کو دور کرنے کے لئے سیدھا علاج مستحکم تعلق ہے۔ جس پر قانونِ قدرت گواہی دیتا ہے۔

غرض گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔ لہٰذا وہ تمام اعمالِ صالحہ جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں۔ گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں۔ کیونکہ انسان خدا کے لئے نیک کام کر کے اپنی محبت پر مہر لگاتا ہے۔ خدا کو اس طرح پر مان لینا کہ اس کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھنا یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی۔ یہ وہ پہلا مرتبہ محبت ہے جو درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جب کہ وہ زمین پر لگایا جاتا ہے۔

اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار جس سے یہ مطلب ہے کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کھل جائے۔ اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زور کر کے پورے طور پر اپنی جڑھ زمین میں قائم کر لیتا ہے۔ اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ جو اس حالت کے مشابہ ہے۔ کہ جب درخت اپنی جڑیں پانی سے قریب کر کے بچہ کی طرح اس کو چوستا ہے۔ غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے۔ کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا دور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے۔ پس وہ کیسے نادان لوگ ہیں جو کسی کی خودکشی کو گناہ کا علاج کہتے ہیں۔"

(سراج دین کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۳۷۲)

اسی طرح فرماتے ہیں :-

"اور اس جگہ کوئی کفارہ مفید نہیں اور کوئی طریق ایسا نہیں جو گناہ سے پاک کر سکے۔ بجز اس کامل معرفت کے جو کامل محبت اور کامل خوف کو پیدا کرتی ہے اور کامل محبت اور کامل خوف یہی دونوں چیزیں ہیں جو گناہ سے روکتی ہیں۔ کیونکہ محبت اور خوف کی آگ بھڑکتی ہے۔ تو گناہ کے خس و خاشاک کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے اور یہ پاک آگ اور گناہ کی گندی آگ دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ ۶۵)

اوپر ذکر آچکا ہے کہ پاک زندگی کے حصول کے لئے تین باتیں ضروری ہیں :-

تدبیر و مجاہدہ، دعا، اور صحبت صالحین۔ تدبیر و مجاہدہ میں کیا کچھ داخل ہے اور کون کون سے مراحل میں سے وہ انسان کو گذارتا ہے۔ اس کا ذکر حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرمایا ہے :-

نمازوں میں خشوع۔ لغو باتوں اور کاموں سے پرہیز۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مالی قربانی۔ فروج کی حفاظت اور امانتوں کی رعایت۔ یہ پہلے پانچ مراحل کا اجمال ہے۔ اور ان کے بعد آخری چیز جو انسان میں پیدا ہوتی ہے اس کا ذکر حضور ان الفاظ میں فرماتے ہیں :-

"غرض محبت سے بھری ہوئی یادِ الٰہی جس کا نام نماز ہے۔ وہ درحقیقت اس کی غذا ہو جاتی ہے۔ جس کے بغیر وہ جی ہی نہیں سکتے۔ اور جس کی محافظت اور نگہبانی بعینہٖ اس مسافر کی طرح وہ کرتے رہتے ہیں جو ایک دشتِ بے آب و دانہ میں اپنی چند روٹیوں کی محافظت کرتا ہے۔ جو اس کے پاس ہیں اور اپنے کسی قدر پانی کو جان کے ساتھ رکھتا ہے جو اس کی مشک میں ہے۔ واہب مطلق نے انسان کی روحانی ترقیات کے لئے یہ بھی ایک مرتبہ رکھا ہوا ہے جو محبت ذاتی اور عشق کا غلبہ اور استیلا کا آخری مرتبہ ہے۔ اور درحقیقت اس مرتبہ پر انسان کے لئے محبت سے بھری ہوئی یادِ الٰہی جس کا شرعی اصطلاح میں نماز نام ہے۔ غذا کے قائم مقام ہو جاتی ہے بلکہ وہ بار بار جسمانی روح کو بھی اس غذا پر فدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور خدا سے علیحدہ ایک دم بھی بسر کرنا اپنی موت سمجھتا ہے۔ اور اس کی روح آستانہ الٰہی پر ہر وقت سجدہ میں رہتی ہے۔ اور تمام آرام اس کا خدا میں ہی ہو جاتا ہے۔ اور اس کو یقین ہوتا ہے۔ کہ میں اگر ایک طرفۃ العین بھی یادِ الٰہی سے الگ ہوا۔ تو بس میں مرا۔ اور جس طرح روٹی سے جسم میں تازگی اور آنکھ اور کان وغیرہ اعضاء کی قوتوں میں توانائی آجاتی ہے۔ اسی طرح اس مرتبہ پر یادِ الٰہی جو عشق اور محبت کے جوش سے ہوتی ہے۔ مومن کی روحانی قوتوں کو ترقی دیتی ہے۔ یعنی آنکھ میں قوت کشف نہایت صاف اور لطیف طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کان خدا تعالیٰ کے کلام کو سنتے ہیں۔ اور زبان پر وہ کلام نہایت لذیذ اور اجلی اور اصفی طور پر جاری ہو جاتا ہے۔ اور رؤیا صادقہ بکثرت ہوتے ہیں جو فلق صبح کی طرح ظہور میں آجاتے ہیں۔ اور بباعث علاقہ صافیہ محبت جو حضرت عزت سے ہوتا ہے مبشر خوابوں سے بہت سا حصہ ان کو ملتا ہے۔ یہی وہ مرتبہ ہے جس مرتبہ پر مومن کو محسوس ہوتا ہے۔ کہ خدا کی محبت اس کے لئے روٹی اور پانی کا کام دیتی ہے۔ یہ نئی پیدائش اس وقت ہوتی ہے جب پہلے روحانی قالب تمام تیار ہو چکتا ہے۔ اور پھر وہ روح جو محبت الٰہیہ کا ایک شعلہ ہے۔ ایسے مومن کے دل پر آپڑتا ہے۔ اور یک دفعہ طاقتِ بالانشیمن بشریت سے بلند تر اس کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لے جاتی ہے۔ اور یہ مرتبہ وہ ہے جس کو روحانی طور پر خلق آخر کہتے ہیں۔ اس مرتبہ پر خدا تعالےٰ اپنی محبت ذاتی کا ایک افروختہ شعلہ جس کو دوسرے لفظوں میں روح کہتے ہیں۔ مومن کے دل پر نازل کرتا ہے اور اس سے تمام تاریکیوں اور آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور اسی روح کے پھونکنے کے ساتھ وہ حسن جو ادنےٰ مرتبہ پر تھا۔ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ اور ایک روحانی آب و تاب پیدا ہو جاتی ہے۔ اور گندی زندگی کی کبودگی بکلّی دُور ہو جاتی ہے اور مومن اپنے اندر محسوس کر لیتا ہے۔ کہ ایک نئی روح اس کے اندر داخل ہو گئی ہے۔ جو پہلے نہیں تھی۔ اس روح کے ملنے سے ایک عجیب سکینت اور اطمینان مومن کو حاصل ہو جاتی ہے اور محبت ذاتیہ ایک فوارہ کی طرح جوش مارتی اور عبودیت کے پودوں کی آبپاشی کرتی ہے اور وہ آگ جو پہلے ایک معمولی گرمی کی حد تک تھی۔ اس درجہ پر وہ تمام و کمال افروختہ ہو جاتی ہے اور انسانی وجود کے تمام خس و خاشاک کو جلا کر الوہیت کا قبضہ اس پر کر دیتی ہے اور وہ آگ تمام اعضاء پر احاطہ کر لیتی ہے۔ تب اس لوہے کی مانند جو نہایت درجہ آگ میں تپایا جائے۔ یہاں تک کہ سرخ ہو جائے۔ اور آگ کے رنگ پر ہو جائے۔ اس مومن سے الوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پر آگ کے آثار اور افعال ظاہر کرتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ وہ مومن خدا ہو گیا ہے۔ بلکہ محبت الٰہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے۔ جو اپنے رنگ میں ظاہر وجود کو لے آتی ہے۔ اور باطن میں اس کی عبودیت اور اس کا ضعف موجود ہوتا ہے۔ اور اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے۔ جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہوتی ہے۔ اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے۔ جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے۔ اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے۔ جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔ اور اس مقام پر استعارہ کے رنگ میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ خدا اس مرتبہ سے مومن کے اندر داخل ہوتا اور اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرتا اور اس کے دل کو اپنا تخت گاہ بنا لیتا ہے۔ تب وہ اپنی روح سے نہیں بلکہ خدا کی روح سے دیکھتا اور خدا کی روح سے بولتا اور خدا کی روح سے چلتا اور خدا کی روح سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس مرتبہ پر نیستی اور استہلاک کے مقام میں ہوتا ہے۔ اور خدا کی روح اس پر اپنی محبت ذاتیہ کے ساتھ تجلی فرما کر حیاتِ ثانی اس کو بخشتی ہے۔

...... ایسا ہی روحانی وجود کی روح روحانی قالب تیار ہونے کے بعد انسان کے روحانی وجود میں داخل ہوتی ہے۔ یعنی اس وقت جبکہ انسان شریعت کا تمام جوا اپنی گردن پر لے لیتا ہے۔ اور مشقت اور مجاہدہ کے ساتھ تمام حدود الٰہیہ کے قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے اور ورزش شریعت اور بجا آوریٔ احکام کتاب اللہ سے اس لائق ہو جاتا ہے۔ کہ خدا کی روحانیت اس کی طرف توجہ فرماوے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ اپنی محبت ذاتیہ سے اپنے تئیں خدا تعالےٰ کی محبت ذاتیہ کا مستحق ٹھہرا لیتا ہے۔ جو برف کی طرح سفید اور شہد کی طرح شیریں ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۴ تا ۶۶)

پھر حضور فرماتے ہیں:-

"عشقِ مجازی تو ایک منحوس عشق ہے۔ کہ ایک طرف پیدا ہوتا اور ایک طرف مر جاتا ہے اور نیز اس کی بنا اس حسن پر ہے۔ جو قابلِ زوال ہے۔ اور نیز اس حسن کے اثر کے نیچے آنے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ مگر یہ کیا حیرت انگیز نظارہ ہے۔ کہ وہ حسنِ روحانی جو حسنِ معاملہ اور صدق و وفا اور محبت الٰہیہ کی تجلی کے بعد انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی میں ایک عالم گیر کشش پائی جاتی ہے۔ وہ مستعد دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ کہ جیسے شہد چیونٹیوں کو اور نہ صرف انسان بلکہ عالم کا ذرہ ذرہ اس کی کشش سے متاثر ہوتا ہے صادق المحبت انسان جو سچی محبت اللہ تعالےٰ سے رکھتا ہے۔ وہ یوسف ہے۔ جس کے لئے ذرہ ذرہ زلیخا صفت ہے۔ اور ابھی حُسن اس کا اس عالم میں ظاہر نہیں۔ کیونکہ یہ عالم اس کی برداشت نہیں کرتا۔ جسمانی حسن کا ایک شخص یا دو شخص خریدار ہوتے ہیں۔ مگر یہ عجیب حسن ہے جس کے خریدار کروڑہا روحیں ہو جاتی ہیں۔

.... اب یہ بھی یاد رہے۔ کہ بندہ تو حسنِ معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ اس کے مقابلہ میں حد ہی کر دیتا ہے اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور زمین و آسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور اگر پچاس کروڑ انسان بھی اس کی مخالفت پر کھڑا ہو۔ تو اُن کو ایسا ذلیل اور بے دست و پا کر دیتا ہے۔ جیسے کہ ایک مرا ہوا کیڑا۔ اور محض ایک شخص کی خاطر کے لئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے...... غرض پہلا خریدار اس کے روحانی حسن و جمال کا جو حسن معاملہ اور محبت ذاتیہ کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ خدا ہی ہے۔ پس کیا ہی بدقسمت وہ لوگ ہیں جو ایسا زمانہ پاویں۔ اور ایسا سورج ان پر طلوع کرے۔ اور وہ تاریکی میں بیٹھے رہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۶ طبع اوّل)

محبت کی انتہا محبت ذاتی ہے

فرماتے ہیں:-

"اس محبت کا کوئی عارضی سہارا نہیں ہوتا۔ نہ بہشت کی خواہش۔ نہ دوزخ کا خوف نہ دنیا کا آرام اور نہ کوئی مال و دولت۔ بلکہ ایک نامعلوم تعلق ہے۔ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ گرفتارِ محبت بھی اس تعلق کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ کہ یہ کیوں ہے۔ اور کس خواہش اور کس طرح سے ہے۔ کیونکہ وہ ازل سے تعلق ہوتا ہے۔ وہ تعلق معرفت کے ذریعہ سے نہیں بلکہ معرفت بعد میں آتی ہے۔ اور اس تعلق کو روشن کر دیتی ہے۔ جیسا کہ پتھر میں آگ تو پہلے سے ہے۔ لیکن چقماق سے آگ کے شعلے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۹ ۔ ۳۰)

ترجمہ:- "اور اس کے جو صادق بندے اور مخلص عاشق ہوتے ہیں۔ وہ حقائق کے مغز اور دقائق کی چکنائی تک پہنچتے ہیں۔ اور اللہ ان کے دلوں میں اپنی عظمت کا درخت اور اپنے جلال کا اور عزت کا نہال اور بوٹا لگا دیتا ہے۔ پس وہ اس کی محبت میں زندہ رہتے ہیں۔ اور اسی کی محبت میں مرتے ہیں۔ اور حشر کے وقت اسی کی محبت میں قبروں سے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ ایک قوم ہوتی ہے۔ جو فانی ہو جاتی ہے۔ اور اللہ کے لئے ہر زخم برداشت کرتی ہے۔ اور اللہ کی طرف خالص ہو کر جاتی ہے۔ اور اس کی تحریک سے حرکت کرتی ہے۔ اور اس کے بلانے سے بولتی ہے۔ اور اس کے دکھانے سے دیکھتی ہے۔ اور اس کے اشارے سے عداوت یا دوستی کرتی ہے۔ ایمان ان کا ایمان ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی غیرت کے پردوں میں چھپ جاتے ہیں۔ پس محجوبوں میں سے کوئی ان کو شناخت نہیں کرتا۔ وہ نشانات اور خرقِ عادات اور اپنے رب کی تائیدات سے پہچانے جاتے ہیں، جو ان کا دوست ہوتا ہے۔"

(سر الخلافہ طبع اول صفحہ ۸۸، ۸۹)

"پس یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اعلیٰ درجے کی روحانی حالت انسان کی اس دنیوی زندگی میں یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ آرام پا جائے۔ اور تمام اطمینان اور سرور اور لذت اس کی خدا میں ہی ہو جائے۔ یہی وہ حالت ہے جس کو دوسرے لفظوں میں بہشتی زندگی کہا جاتا ہے۔ اسی حالت میں انسان اپنے کامل صدق اور صفا اور وفا کے بدلہ میں ایک نقد بہشت پا لیتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کی بہشت موعود پر نظر ہوتی ہے۔ اور یہ بہشت وجود میں داخل ہوتا ہے اس درجہ پر پہنچ کر انسان سمجھتا ہے۔ کہ وہ عبادت جس کا بوجھ اس کے سر پر ڈالا گیا ہے درحقیقت وہی ایک ایسی غذا ہے جس سے اس کی روح نشو و نما پاتی ہے۔ اور جس پر اس کی روحانی زندگی کا بڑا بھاری مدار ہے۔ اور اس کے نتیجے کا حصول کسی دوسرے جہان پر موقوف نہیں ہے۔ اس درجہ پر پہنچ کر وقت آ جاتا ہے، کہ انسان پوری فلاح حاصل کرے۔ اب تمام نفسانی جذبات خود بخود افسردہ ہونے لگتے ہیں۔ اور روح پر ایک ایسی طاقت افزا ہوا چلنے لگتی ہے۔ جس سے انسان پہلی کمزوریوں کو ندامت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس وقت انسانی سرشت پر ایک بھاری انقلاب آتا ہے۔ اور عادات میں ایک تبدل عظیم پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان اپنی پہلی حالتوں سے بہت دور جا پڑتا ہے۔ دھویا جاتا ہے اور صاف کیا جاتا ہے۔ اور خدا اپنی محبت کو اپنے ہاتھ سے اس کے دل میں لکھ دیتا ہے۔ اور بدی کا گند اپنے ہاتھ سے اس کے دل سے باہر پھینک دیتا ہے۔ سچائی کی فوج سب کی سب دل کے شہرستان میں آ جاتی ہے۔ اور فطرت کے تمام برجوں پر راستبازی کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ اور حق کی فتح ہو جاتی ہے۔ اور باطل بھاگ جاتا ہے اور اپنے ہتھیار پھینک دیتا ہے۔ اس شخص کے دل پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہر ایک قدم خدا کے زیر سایہ چلتا ہے......

نفسِ لوامہ کے مرتبہ پر انسان کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ بار بار توبہ کرتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات اپنی صلاحیت سے ناامید ہو جاتا ہے۔ اور اپنے مرض کو ناقابلِ علاج سمجھ لیتا ہے۔ اور ایک مدت تک ایسا ہی رہتا ہے۔ اور پھر جب وقت مقرر پورا ہو جاتا ہے۔ تو رات یا دن کو یک دفعہ ایک نور اس پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس نور میں الٰہی قوت ہوتی ہے۔ اس نور کے نازل ہونے کے ساتھ ہی ایک عجیب تبدیلی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور غیبی ہاتھ کا ایک قوی تصرف محسوس ہوتا ہے اور ایک عجیب عالم سامنے آ جاتا ہے۔ اس وقت انسان کو پتہ چلتا ہے کہ خدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ اور آنکھوں میں وہ نور آجاتا ہے۔ جو پہلے نہیں تھا۔"

(.....) اصول کی فلاسفی ص۸۳ تا ۸۴)

"اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانوں میں چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے..... یہ وہ مرتبہ ہے جس میں انسان کو خدا کی محبت اور اس کے غیر کی عداوت سرشت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور بطریق طبعیت اس میں قیام پکڑتی ہے۔ اور صاحب اس مرتبے کا اخلاق الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے۔ کہ جیسے وہ اخلاق حضرت احدیت میں محبوب ہیں۔ اور محبت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اس قدر اس کے دل میں آمیزش کر جاتی ہے کہ اس کے دل سے محبت الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے دل کو اور اس کی جان کو بڑے بڑے امتحانوں اور ابتلاؤں کے سخت صدمات کے نیچ میں دے کر کوفتہ کیا جائے۔ اور نچوڑا جائے۔ تو بجز محبت الٰہیہ کے اور کچھ اس کے دل اور جان سے نہیں نکلتا۔ اسی کے درد سے لذت پاتا ہے۔ اور اسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلآرام سمجھتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔ جس میں تمام ترقیات قرب ختم ہو جاتی ہیں۔ اور انسان اپنے اس انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ جو فطرت بشری کے لئے مقدر ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۱۱ تا ۵۱۳ حاشیہ)

"ازاں جملہ ایک مقام محبت ذاتی کا ہے جس پر قرآن شریف کے کامل متبعین کو قائم کیا جاتا ہے۔ اور ان کے رگ و ریشہ میں اس قدر محبت الٰہیہ تاثیر کر جاتی ہے۔ کہ ان کے وجود کی حقیقت بلکہ ان کی جان کی جان ہو جاتی ہے اور محبوب حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار ان کے دلوں میں جوش مارتا ہے۔ اور ایک خارق عادت انس اور شوق ان کے قلوب صافیہ پر مستولی ہو جاتا ہے۔ کہ جو غیر سے بکلی منقطع اور برگشتہ کر دیتا ہے۔ اور آتش عشق الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے۔ کہ جو ہم صحبت لوگوں کو اوقات خاصہ میں بدیہی طور پر مشہود اور محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ محبان صادق اس جوش محبت کو کسی حیلے اور تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہیں۔ تو بھی ان کے لئے غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ جیسے عشاق مجازی کے لئے جس کے دیکھنے کے لئے دن رات مرتے ہیں۔ اپنے رفیقوں اور ہم مجلسوں سے چھپائے رکھیں۔ بلکہ وہ عشق جو ان کے کلام اور ان کی صورت اور انکی آنکھ اور ان کی وضع اور ان کی فطرت میں گھس گیا ہے۔ اور ان کے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے۔ وہ ان کے چھپانے سے ہرگز چھپ نہیں سکتا۔ اور ہزار چھپائیں۔ کوئی نہ کوئی نشان اس کا نمودار ہو جاتا ہے۔ اور سب سے بزرگ تر ان کے صدق قدم کا نشان یہ ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کو ہر ایک چیز پر اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اگر آلام اس کی طرف سے پہنچیں۔ تو محبت ذاتی کے غلبہ سے برنگ انعام ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور عذاب کو شربت عذب کی طرح سمجھتے ہیں۔ کسی تلوار کی تیز دھار ان میں اور ان کے محبوب میں جدائی نہیں ڈال سکتی۔ اور کوئی بلیہ عظمیٰ ان کو اپنے اس پیارے کی یادداشت سے روک نہیں سکتے۔ اسی کو اپنی جان سمجھتے ہیں۔ اور اسی کی محبت میں لذت پاتے۔ اور اسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہیں۔ اور اسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہیں اگر چاہتے ہیں تو اسی کو اگر آرام پاتے ہیں۔ تو اسی سے۔ تمام عالم میں اسی کو رکھتے ہیں۔ اور اسی کے ہو رہتے ہیں۔ اسی کے لئے جیتے ہیں۔ اور اسی کے لئے مرتے ہیں۔ عالم میں رہ کر بے عالم ہیں۔ اور باخود ہو کر بے خود ہیں۔ نہ عزت سے کام رکھتے ہیں۔ نہ نام سے نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے بلکہ سب کچھ ایک کے لئے کھو بیٹھتے ہیں۔ اور ایک کے پانے کے لئے سب کچھ دے ڈالتے ہیں۔ لایدرک آتش سے جلتے جاتے ہیں۔ اور کچھ بیان نہیں کر سکتے۔ کہ کیوں جلتے ہیں۔ اور تفہیم اور تفہم سے صُمٌّ بُکمٌ ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک مصیبت اور ہر ایک رسوائی کے سہنے کو تیار رہتے ہیں۔ اور اس سے لذت پاتے ہیں۔

عشق است کہ بر خاک مذلت غلطاند
عشق است کہ بر آتش سوزاں بنشاند
کس بہر کسے سر ندہد جان نہ فشاند
عشق است کہ ایں کار بصدق کناند"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۵۷ تا ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ ملخص)

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض

خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کیلئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے۔ تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی۔ نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا وے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا۔ اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دیگا۔ اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے۔ اس گروہ کو بڑھائے گا۔ اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ خود اس کی آبپاشی کرے گا۔ اور اس کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے۔ دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔ اور...... برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر مطلق ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اسی کو ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۸۲۳ طبع اول)

"تمام مخلصین و داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو۔ کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے۔ جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔"

(آسمانی فیصلہ ص۱۸)

قابل غور

خود اعتمادی بہت بڑی [illegible] ہے۔ لیکن خود اعتمادی کہتے کسے ہیں۔ انسان سمجھے کہ میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔

میں یہ بھی کر سکتا ہوں اور وہ بھی کر سکتا ہوں۔ اور مجھے اپنے جیسوں کے سہارے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود ہی اپنے کام کر لوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کام خراب ہو رہا ہو اور انسان یہ سوچنا شروع کر دے کہ میں اس کام میں لگا رہا تو یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اور جیسی توقع ہے اس سے بڑھ کر بہتر ہوگا۔ یہی خود اعتمادی ہے آپ اپنے آپ میں خود اعتمادی ضرور پیدا کریں۔ یہ انسان کو حوصلہ دیتی ہے اور اس کو آگے بڑھانے اور اسے بہتر رنگ میں انجام دینے کی خواہش پیدا کرنے میں مدد دیتی ہے۔

خود اعتمادی سے انسان کبھی اپنے آپ کو اس طرح اکیلا محسوس نہیں کرتا کہ اسے کہنا پڑے کہ اب کیا ہوگا۔ "اب کیا ہوگا۔" حوصلہ شکنی تو خود اعتمادی کی ضد ہے۔ آپ اس کو پاس نہ آنے دیں۔ شاید یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ آپ کو یہ ضد ہونی چاہئے کہ اس ضد کو پاس نہیں آنے دیں گے۔

ویسے تو کہتے ہیں کہ ضد اچھی نہیں ہوتی لیکن ہم (ہم کہیں یا میں کہوں) آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ ضد مفید اور کار آمد ہے۔ خود اعتمادی پیدا کیجئے۔ انا نہیں۔ خود اعتمادی۔

وقف جدید کا سال ۳۱ دسمبر کو ختم ہو رہا ہے

آپ کا خط ملا!

ایڈیٹر الفضل ربوہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ پیارا الفضل آج دوبارہ جاری ہو گیا روح کو ایک نئی تازگی اور پیارے آقا کے پیغام سے ایمان کو ایک نئی تقویت حاصل ہوئی الحمد للہ

ایک تو الفضل کے اجراء کی دلی مبارک باد قبول کیجئے دوسرے اس تاریخ ساز دور میں الفضل کے ایڈیٹر بننے کے اعزاز پر مکرر مبارک باد آپ کو۔ بہت بہت دلی مبارک باد قبول کریں اور آپ کے ارادوں پر ہم آمین کہتے ہیں۔ نیز عورتوں کی طرف سے بھی مردوں کی طرف سے بھی بچوں کی طرف سے بھی اور جوانوں اور بوڑھوں کی طرف سے بھی پیشگی مبارک باد ان بلند عزائم کو عملی جامہ پہنانے پر

والسلام

آپکی مزید کامیابیوں اور کامرانیوں کے لئے دعاگو

(منور شمیم خالد)

بخدمت مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے آپ کی عمر صحت اور قول میں بے حد برکت دے اور اپنے فرائض کو احسن طریق پر ادا کرتے رہنے کی توفیق کاملہ عطا فرماتا رہے آمین۔

بعدہٗ گزارش ہے کہ الفضل ۳۰ نومبر کے ص۲ پیرا دارایہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے ترجمہ میں "نہیں" کا لفظ زائد لکھا گیا ہے اس طرح کوئی مطلب نہیں بنتا صحیح یہ ہے کہ جس نے سنا ہے وہ اس کو پہنچا دے جس نے نہیں سنا امید ہے کہ پروف ریڈرز کو اس بارہ میں توجہ دلا کر ممنون فرماویں گے

(محمد صدیق انچارج خلافت لائبریری ربوہ)

الفضل خود بھی پڑھیں اور دوستوں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوشش کے نتیجہ میں ہر شخص خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کر سکتا ہے

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث حضرت مرزا ناصر احمد نور اللہ مرقدہ نے خطبہ جمعہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۷ء میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے انسان! جب تو اپنی سی کوشش کرے گا تو تیری کوشش کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار تجھے مل جائے گا۔ لیکن پھر تجھے اللہ کے سوا ہر دوسری ہستی کو چھوڑنا پڑے گا۔ فرمایا: ہم تجھے یہ بشارت دیتے ہیں کہ جب تو کوشش کر رہا ہوگا تو دنیا کے اعلان یا ہم سے دور لے جانے کی دنیا کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ ہاں اگر تو بدقسمتی سے خود ہی ان کی طرف مائل ہو جائے تو اس کا تو خود ذمہ دار ہے لیکن اگر تو خود مائل نہیں اگر تو ...... پورا زور لگا رہا ہے تو پھر باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے اس کی عظمت اور اسکی قدرت کے لحاظ سے جو کوشش ہونی چاہیئے تیری طرف سے اتنی کوشش نہیں ہوتی لیکن چونکہ تجھے ہی خدا نے یہ استعدادیں دی تھیں اور ...... تیری استعداد سے زیادہ تجھ سے مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ اس لئے تیرے تھوڑے کو قبول کیا جائے گا۔ تیرے اخلاص کی وجہ سے، تیری انتہائی جدوجہد کی وجہ سے، تیرے جذبہ کی وجہ سے، تیری محبت کی وجہ سے، تیری اس کوشش کے نتیجہ میں کہ تو خدا تعالیٰ کی محبت میں فانی ہونا چاہتا ہے اور تو اپنا سب کچھ اس کے حضور پیش کر دینا چاہتا ہے تجھے ایک ایسا موتی مل جائے گا جو انمول ہے دنیا میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ پس ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے وصل اور لقاء سے محروم ہو تو تم خود ذمہ دار ہو۔ کوئی اور اس کا ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ کسی اور کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ وہ خدا کی محبت اور تمہارے درمیان حائل ہو سکے۔ کسی کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ خدا تعالیٰ تم سے پیار کرنا چاہے اور وہ اس میں روک بن سکے۔ خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی طاقتیں جو کچھ کر سکتی ہیں وہ یہی ہے کہ تمہاری کوشش کو کمزور کر دیں۔ لیکن یہ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی کوشش کو کمزور نہ ہونے دو۔ تم خدا تک پہنچنے کے لئے پہلے زور لگا دو۔ خدا کی راہ میں قربانیاں دو۔ اور اس کے دین کی خدمت کرو تم خدا کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک کرو۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی کرو ان کی خدمت کرو۔ ان کے حقوق ان کو دو کہ یہ ایک بنیادی چیز ہے اگر تم اپنی طرف سے اپنے دائرہ استعداد کے اندر انتہائی کوشش کرو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم نہیں کر سکتی۔ پس ایک طرف بشارت بڑی عظیم ہے مگر دوسری طرف ذمہ داری بھی بڑی عظیم ہے۔ ہر فرد کی اپنی ذمہ داری ہے وہ کسی دوسرے پر الزام نہیں دھر سکتا کہ فلاں کی وجہ سے اسے خدا کا پیار نہیں ملا۔ اگر اسے خدا کا پیار نہیں ملا تو اس کی کسی اپنی کوتاہی کی وجہ سے نہیں ملا۔ کیونکہ خدا کے پیار اور اس کے پیار کے درمیان جیسا کہ میں نے کہا ہے کسی اور کی طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ خدا پیار کرنا چاہے اور غیر اللہ میں سے کوئی ہستی اس پیار میں روک بن جائے اس کائنات میں خدا نے انسان کو عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے اگر وہ خدا کا عبد بن جائے تو وہ ساری برکتیں اسے مل جاتی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے اور اگر وہ ایسا نہ بنے یعنی عباد الرحمٰن میں شامل نہ ہو تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے کسی اور پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور نہ کسی اور کو مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی کا جرم ہے تو اس نے نقصان اٹھانا ہے اور اگر کسی نے کچھ پانا ہے تو اس نے پانا ہے .... ہدایت پر اس نے خود قائم رہنا ہے۔ ساری دنیا بھی اگر خدا سے دور ہو جاتی ہے اور ایک فرد واحد خدا کے حضور روحانی رفعتوں کو حاصل کر رہا ہے تو ساری دنیا کی دوری اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی کو دیکھ لو۔ دعویٰ نبوت سے پہلے بھی آپ خدا کے حضور جو گریہ زاری اور عبادتیں کرتے رہے وہ بتاتی ہیں کہ اس وقت حقیقی معنے میں خدا تعالیٰ کا ایک ہی عبادت گذار بندہ تھا۔ آپ کے سوا ساری دنیا غفلت میں پڑی ہوئی تھی کوئی تکبر میں پڑا ہوا تھا کوئی اباء اور استکبار میں پڑا ہوا تھا۔ کوئی خدا کے خلاف بغاوت میں لگا ہوا تھا۔ صرف وہی ایک بندہ تھا جو خدا کے حضور جھکا ہوا تھا پھر اس وقت جب کہ ہر انسان خدا سے دور تھا خدا نے اسی ایک بندے سے پیار کیا اور اتنا پیار کیا کہ کسی اور انسان کے حق میں نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا پیار کیا ہو یا کسی اور انسان کو خدا تعالیٰ کا اتنا پیار ملا ہو یا خدا تعالیٰ کی طرف سے اتنی نعمتیں ملی ہوں یا اتنی عزت قائم ہوئی ہو جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ پس وہ جو اکیلا تھا۔ کروڑوں کروڑ لوگ اس پر درود بھیجنے والے پیدا ہو گئے اور قیامت تک پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ غرض یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان خود اپنا ذمہ دار ہے۔ کسی انسان کو خدا تعالیٰ کے پیار سے روکنے کی کوئی اور انسان طاقت نہیں رکھتا .... اگر وہ خدا کے پیار سے محروم رہتا ہے تو اس محرومی کی ذمہ داری اس کے اپنے نفس پر ہے کسی اور پر نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میدان میں دنیا کے لئے جو اسوۂ حسنہ قائم کیا ہے ہم اسے پہچانیں اور اس پر عمل کریں تا کہ آپ کے روحانی فیوض ہمیں حاصل ہوں۔ آپ کی برکت سے ہم بھی خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور ہم کسی کمزوری یا غفلت کے نتیجہ میں دوری اور مہجوری کی راہوں کو اختیار کرنے والے نہ ہوں بلکہ قرب الٰہی کے راستوں پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین"

(الفضل ۹ مئی ۱۹۸۲ء ص ۳ تا ۵)

اطلاعات و اعلانات

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۲۲ نومبر ۱۹۸۸ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام ظفر احمد تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم ماسٹر محمد الدین پال صاحب مرحوم (رانچی والے) کا پوتا اور مکرم شیخ محمد رمضان صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کا نواسہ ہے بچہ کو سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک "وقف نو" پر لبیک کہتے ہوئے وقف کر دیا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچہ کا وقف قبول کرتے ہوئے نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے ہمیشہ اپنے فضلوں کے سایہ تلے رکھے اور والدین کے لئے حقیقی معنوں میں قرۃ العین بنائے۔ آمین

(مبشر احمد پال (سابق پرنسپل احمدیہ اگریکلچرل سیکنڈری اسکول کیالہ سیرالیون) حال سیالکوٹ)

برادرم مرزا حفیظ احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور پرنور ایدہ اللہ نے بچے کا نام "مرزا سلیم احمد" تجویز فرمایا ہے۔ یہ بچہ مکرم مرزا لطیف احمد صاحب کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر عبد القدوس صاحب آف نواب شاہ کا نواسہ ہے۔

بچہ کے والدین نے حضور انور کی تحریک "وقف نو" میں نومولود کو وقف کیا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ عزیز نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے آمین (جمیل احمد ربوہ)

درخواست دعا

مکرم عبد الکریم عابد صاحب سٹور کیپر سروسز ہسپتال لاہور ۲۲ نومبر کو ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں سینے اور پیشانی پر گہرے زخم ہیں جلن بہت زیادہ ہے اور سخت بے چینی کا عالم ہے احباب سے موصوف کی کامل صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبد الرحمٰن شاکر ربوہ)

خاکسار کا چھوٹا بھائی عزیزم خالد محمود احمد لاہور میں ایک حادثہ میں زخمی ہو گیا ہے اس کی گھٹنے کی ہڈی ٹوٹ گئی احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے جلد صحت یاب فرمائے۔

(مرزا امیر اعجاز بیگ۔ لیکچرر گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

سیکرٹریان ناصرات توجہ فرمائیں

وقف جدید کا مالی سال ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ختم ہو رہا ہے صرف ایک ماہ باقی ہے جن شہروں کی ناصرات نے ابھی تک اس میں حصہ نہیں لیا ان سے چندہ لے کر فوری طور پر ۳۱ دسمبر سے قبل ہی بھجوا دیں آپ کو معلوم ہے کہ یہ چندہ ناصرات اور اطفال کے لئے قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نے لازمی قرار دیا تھا ہر ناصرات کی عمر کی بچی کا اس میں شامل ہونا ضروری ہے ناصرات الاحمدیہ کی سیکرٹریان اس طرف فوری توجہ دیں۔ (صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

ضروری اعلان

ایسے احمدی فوجی جنہوں نے ۱۹۶۵ء، ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں حصہ لیا ہو اور ان جنگوں میں اہم خدمات انجام دی ہوں وہ اپنی خدمات تحریر کر کے خاکسار کو ارسال فرمائیں ان کی خدمات کسی اور رسالے یا کتاب میں بھی شائع ہوئی ہوں تو اس کی فوٹو کاپی بھی منسلک کریں۔ اور اگر کوئی سرٹیفکیٹ اور سند حاصل کی ہو تو اس کی فوٹو کاپی ارسال کریں

(مرزا خلیل احمد قمر۔ دار النصر غربی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل ۲۶۷۸۹ ۔ مَیں نذیر احمد ولد عزیز دین صاحب قوم آرائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۵۸ سال بیعت پیدائشی ساکن چک ۳۷ جنوبی ضلع سرگودھا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰-۷-۸۷ ۔ مَیں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) مکان پختہ رقبہ ۱۰ مرلہ واقع چک ۳۷ ج ضلع سرگودھا مالیتی -/۵۰۰۰ روپے (۲) اس کے علاوہ میرے نام ایک کنال زمین سکنی واقع موضع چھنی ککھی۔ کھاتہ ۱۶۵ خسرہ ۱۰۳۶ ہے لیکن یہ زمین میرے لڑکے محمود احمد صاحب کی ہے۔ اسی کے روپیہ سے خریدی گئی ہے۔ چونکہ وہ ملک سے باہر ہے اس لئے اپنے نام انتقال کرانا پڑا۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد:۔ نذیر احمد ولد عزیز دین چک ۳۷ ج۔ گواہ شد (۱) ناصر احمد ولد جلال الدین صاحب چک ۳۷ ج گواہ شد (۲) احمد خان ولد کرم داد چک ۳۷ ج

مسل ۲۶۷۹۰ مَیں شیر محمد ولد جھنڈا صاحب قوم سندھو پیشہ بیکار عمر ۶۸ سال بیعت پیدائشی ساکن دھدو بسرا ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۶-۸۷ ایں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان مالیتی -/۱۰۰۰۰ روپے نصف میرا اور نصف میری اہلیہ کا ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد:۔ شیر محمد ولد جھنڈا دھدو بسرا۔ گواہ شد (۱) محمد حسین ساکن دھدو بسرا۔ گواہ شد (۲) منیر احمد دھدو بسرا۔

مسل ۲۶۷۹۱ ۔ مَیں رشیدہ بی بی اہلیہ شیر محمد صاحب قوم راجپوت چوہان پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال بیعت پیدائشی، ساکن دھدو بسرا ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱-۶-۸۷ مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) مکان برقبہ ۴ مرلہ مالیتی -/۱۰۰۰۰ روپے نصف میرا اور نصف خاوند محترم کا (۲) حق مہر وصول شدہ -/۲۰۰۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ:۔ رشیدہ بی بی زوجہ شیر محمد صاحب ساکن دھدو بسرا ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد (۱) شیر محمد ولد جھنڈے خان ساکن دھدو بسرا۔ گواہ شد (۲) محمد افضل (پسر موصیہ)

بقیہ: اداریہ

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر صرف ماضی ہی کو بہتر سمجھا ہے اور حال کے متعلق اس خیال کا اظہار کرنا ہے کہ حال ماضی سے کمتر ہے تو یہ اور بات ہے لیکن اگر مقابلہ کیا جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ پہلے کی نسبت آج کا طالب علم بہتر تعلیمی حالت کا مالک ہے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اقدار بدل گئی ہیں اور وہ اس طرح کہ پہلے یہ سوچا جاتا تھا۔ کہ کسی طالب علم نے چوتھی جماعت پاس کی اور وہ شائد پٹواری لگ گیا۔ گویا کہ اُسے لکھنے کی مشق تھی۔ لکھنے کی مشق اہمیں کوئی شک نہیں اپنے اندر ایک اہمیت رکھتی ہے لیکن کیا صرف اتنی ہی بات کو تعلیم کہتے ہیں کہ ایک شخص کچھ لکھ سکتا ہے اور وہ بھی ایک ہی قسم کی بات بار بار لکھنے والی۔

آج کا طالب علم ان باتوں سے واقف ہے جو باتیں پہلے صرف سائنس دان جانتے تھے۔ بڑے بڑے عالم جانتے تھے۔ بڑے بڑے فلسفی جانتے تھے۔ اور وہ ان باتوں پر گفتگو کر سکتا ہے ان باتوں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ ان سب باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ تعلیمی معیار کم نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تعلیمی معیار بہت اچھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اس وقت یہ کہہ رہے ہیں کہ تعلیمی معیار کم ہو گیا ہے۔ وہ یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ انہوں نے کہاں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ اگر انہوں نے بھی انہی کتابوں سے اور انہی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ہے تو پھر یہ کہنا کہ دوسروں کا تعلیمی معیار کم ہے کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ ہمیں یہ بات بار بار دہرا کر کہ تعلیمی معیار کم ہو گیا ہے۔ اپنے اساتذہ اور طلباء کے حوصلے کو پست نہیں کرنا چاہئے۔ جب بھی یہ کہا جاتا ہے کہ قوم ہلاک ہو گئی یہ بات قوم کو ہلاک کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے اساتذہ کی حوصلہ افزائی کریں، اپنے طالب علموں کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور کتابوں میں اگر کہیں کوئی ایسی بات ملے جس کے متعلق ہمارا خیال یہ ہو۔ کہ یہ حقیقت نہیں ہے تو اسے تبدیل کیا جائے اور وہ آسانی سے ہم تبدیل کر سکتے ہیں۔

پس آیئے ہم اپنے اساتذہ کی اور اپنے طلباء کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور پہلے سے بڑھ کر محنت کرنے کی طرف انہیں توجہ دلائیں تاکہ تعلیمی معیار بڑھتا چلا جائے۔
خدا کرے کہ یہ معیار واقعی بڑھتا ہی چلا جائے۔

تازہ مچھلی، مرغ اور چھوٹا گوشت خرید فرمائیں
ادریس فش شاپ
رحمت بازار۔ ربوہ
نیلی کاریں کرایہ پہ دستیاب ہیں۔ محلہ دارالفضل مکان نمبر ۳۲/۱ چونگی نمبر ۳ ربوہ

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ
احمد اسٹیٹس ربوہ رجسٹرڈ
عنقریب ایک بہت بڑے رہائشی منصوبہ کا اقساط پر دینے کا اعلان کرنیوالا ہے۔ نیز زرعی و سکنی ربوہ و ماحول ربوہ میں جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
فون دفتر ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ پر
حکیم عبدالحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں
خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مینیجر: مشہور دواخانہ
نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ہمدردانہ مشورہ اور قابل اعتماد اصولی علاج کے لیے
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)
گولبازار ربوہ فون: ۶۳۴
مکمل فہرست ادویہ مع جنتری مفید طبی معلومات پر مشتمل مفت طلب فرمائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس افتاء کے اراکین کی تجدید

آئندہ کیلئے تا ۳۰ نبوت ۱۳۶۸ ہش / ۳۰ نومبر ۱۹۸۹ء مجلس افتاء کے مندرجہ ذیل اراکین ہونگے۔

۱۔ شیخ محمد احمد صاحب مظہر	۹۔ سید احمد علی صاحب	۱۷۔ نسیم سیفی صاحب
۲۔ مرزا مبارک احمد صاحب	۱۰۔ مولوی نذیر احمد صاحب مبشر	۱۸۔ محمد احمد صاحب جلیل
۳۔ حافظ مظفر احمد صاحب	۱۱۔ مرزا انس احمد صاحب	۱۹۔ حمید نصر اللہ صاحب
۴۔ محمد شفیع اشرف صاحب	۱۲۔ شیخ مظفر احمد صاحب ایڈووکیٹ	۲۰۔ مرزا غلام احمد صاحب
۵۔ ملک سیف الرحمٰن صاحب	۱۳۔ مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب	۲۱۔ سید عبدالحی صاحب
۶۔ سلطان محمود صاحب انور	۱۴۔ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ	۲۲۔ مرزا محمد دین صاحب ناز
۷۔ مرزا خورشید احمد صاحب	۱۵۔ مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ	۲۳۔ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب
۸۔ مرزا عبدالحق صاحب	۱۶۔ مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ	

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل اس مجلس کے اعزازی رکن ہوں گے۔

۱۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ۲۔ عبدالوہاب صاحب مغربی افریقہ ۳۔ مظفر احمد صاحب ظفر امریکہ
۴۔ زکریا کزیٹو صاحب مشرقی افریقہ۔

اس مجلس کے صدر شیخ محمد احمد صاحب مظہر۔ نائب صدر مرزا مبارک احمد صاحب اور مرزا عبدالحق صاحب، سیکرٹری ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ ہوں گے۔ انکے علاوہ مجلس کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ دوسرے ممالک کے صاحب علم احمدیوں کو مجلس کا اعزازی ممبر بنانے کیلئے میرے پاس سفارش کرے۔

دستخط
امام جماعت احمدیہ ۸۸/۱۱/۳

قارئین الفضل سے ضروری گزارش

ادارہ الفضل کی خواہش ہے کہ جماعت کے جملہ احباب کو زندگی کے تمام شعبوں سے ایک حد تک حصولِ واقفیت میں مدد دینے کے لئے ہر شعبہ کے متعلق مختصر اور عام فہم مضامین شائع کئے جائیں

اس سلسلہ میں دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے شعبہ کے متعلق اختصار کے ساتھ ضروری تفاصیل تحریر فرما کر ادارہ الفضل کو ارسال فرمائیں۔ آپکی نگارشات نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائیں گی اور ہر ایک کے علم میں اضافہ ہوگا۔

اس کے علاوہ بھی گزارش ہے کہ جب کبھی آپ کے سامنے کوئی ایسی بات آئے جس کا علم دوسروں کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہو وہ بات بھی آپ اختصار کے ساتھ تحریر فرما کر ہمیں ارسال فرمائیں۔

حصولِ علم ہر شخص کا بنیادی حق بھی ہے اور اس کا فریضہ بھی۔ یہ طریق جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ احباب کرام کو اپنے علم میں وسعت پیدا کرنے کا آسان ذریعہ بن سکتا ہے۔ آپ جس شعبہ سے بھی منسلک ہیں۔ اور دنیا میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں شعبے ہیں۔ آپ اس کے متعلق ضروری اور دلچسپ تفاصیل تحریر فرما کر قارئین الفضل کی ایک جائز ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔

امید ہے احباب اس طرف توجہ فرمائیں گے

(ادارہ الفضل)

خبریں

● اسلام آباد: ۵ دسمبر۔ صدر مملکت غلام اسحاق خان نے کل شام ساڑھے پانچ بجے پارلیمنٹ کا اجلاس پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد میں طلب کر لیا ہے۔

● گورنر پنجاب مخدوم محمد سجاد حسین قریشی نے یہاں اسلام آباد میں صدر پاکستان غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی۔ قبائلی علاقوں سے قومی اسمبلی کے اراکین نے بھی صدر سے ملاقات کی۔

● متحدہ عرب امارات کے سفیر جناب محمد احمد المحمود نے وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی۔ انہوں نے متحدہ عرب امارات کے سربراہ شیخ سلطان زید بن النہیان کی طرف سے محترمہ بے نظیر کو وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے پر مبارکباد پیش کی اور اس توقع کا اظہار کیا کہ پاکستان اور متحدہ عرب امارات کے تعلقات پہلے سے بڑھ کر مضبوط اور مستحکم ہوں گے۔

● بھارت کے سفیر مسٹر ایس کے سنگھ نے بھی آج وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو سے ملاقات کی اور انہیں ان کا عہدہ سنبھالنے پر مبارکباد پیش کی۔

● برطانیہ کے ناظم الامور نے بھی محترمہ بینظیر بھٹو سے ملاقات کر کے مبارکباد دی۔

● بھارت میں مغربی پنجاب میں مسٹر سرجیت سنگھ برنالہ نے اکالی دل کے لونگووال گروپ کی صدارت سے استعفاء دے دیا ہے۔ انہوں نے اپنی ورکنگ کمیٹی کا استعفاء بھی پیش کر دیا ہے۔

● بلوچستان کی آٹھ رکنی کابینہ نے آج حلف اٹھا لیا۔ صوبے کے گورنر جنرل (ریٹائرڈ) محمد موسیٰ خان نے حلف لیا۔ وزیر اعلیٰ میر ظفر اللہ جمالی بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

● سوویت رہنما جناب گورباچوف بدھ کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرنے کے لئے نیویارک پہنچ رہے ہیں وہ بعد میں صدر ریگن اور منتخب صدر جناب جارج بش سے ملاقات کریں گے۔ توقع ہے کہ وہ افغانستان سے سوویت فوج کی واپسی، مشرقِ وسطےٰ کے مسئلے، انسانی حقوق اور دور مار ایٹمی ہتھیاروں کی تعداد نصف کرنے کے مجوزہ معاہدے سمیت کئی اہم امور پر تبادلۂ خیال کریں گے۔ سوویت یونین کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ جناب گورباچوف نئی تجاویز اور نظریات لے کر جا رہے ہیں۔ اور ان کی بات چیت سے دونوں بڑی طاقتوں کے درمیان سرد جنگ ختم کرنے میں مدد مل سکے گی۔ امریکہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ امریکہ اس بات چیت میں کوئی نئی تجاویز پیش کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

● ایران کے وزیر خارجہ جناب علی اکبر ولائتی نے صاحبزادہ یعقوب خان کو نئی کابینہ میں شامل ہونے پر مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے۔

جماعتیں عشرہ وصولی وقف جدید کی رپورٹیں جلد بھجوائیں

خوشخبری

اہل ربوہ کیلئے نادر موقعہ
چاول باسمتی اعلیٰ ۶/۶۰ روپے فی کلوگرام
احمد نگر شیلر
چاول باسمتی اعلیٰ ۶/۵ روپے فی کلوگرام
رضیہ مارکیٹ کالج روڈ ربوہ
محمد سعید اینڈ سنز رائس ڈیلر سرگودہا روڈ احمد نگر

جدید نسخہ جات کے سیمپلز اور لٹریچر

ڈاکٹرز (ایم بی بی ایس) ہومیوپیتھک ڈاکٹرز اور حکیم حضرات کیلئے خط آنے پر مفت ارسال کئے جاتے ہیں۔
کیورٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون ۶۰۶/۱۱

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے

دواخانہ حکیم نظام جان

ہر ماہ کی ۱۲ سے ۱۸ تاریخ تک حکیم انوار احمد جان مطب فرماتے ہیں

۲۔ بی روڈ بالمقابل شیش محل بس سٹاپ
(یو۔ بی۔ ایل) بالائی منزل لیاقت آباد
کراچی نمبر 19
فون: ۴۱۳۲۵۱